مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا ترجمہ قرآن کا خصوصی مطالعہ

THE SPECIAL REVIEW ON TRANSLATION OF QURAN BY MAULANA SYED ABUL AALA MOUDUDI

SHAKIR HUSSAIN
Visiting faculty, Department of Islamic learning, University of Karachi.
Email: shakirhussain24@gmail.com

Hussain, Shakir s**"THE SPECIAL REVIEW ON TRANSLATION OF QURAN BY MAULANA SYED ABUL AALA MOUDUDI"**
Al-Raheeq International Research Journal Vol 3, Issue. 2 (July-December, 2024). Pg. No: 01-24

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al-Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2024-12-25
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا ترجمہ قرآن کا خصوصی مطالعہ

THE SPECIAL REVIEW ON TRANSLATION OF QURAN BY MAULANA SYED ABUL AALA MAUDUDI

Abstract:

Maulana Syed Abul Ala Maududi is considered among the greatest Islamic scholars and political leaders of Pakistan. Before the establishment of Pakistan, he was against the partition of India, but after the establishment of Pakistan, he tried to implement Islam in Pakistan throughout his life. And he created a great name in academic, religious, national and political services.

His most important and greatest achievement is "Tafseer tafheem al-Qur'an (Complete Six Volumes)". This commentary is considered one of the most important Urdu commentary. He has translated the Holy Qur'an in a unique style, which is called "Free Translation", this translation is a part of Tafsir tafheem al-Qur'an. Before Maulana Maududi translated the Quran, there were many Urdu translations.

Maulana Maududi writes about the translation of the Holy Qur'an, "There are some needs that do not and cannot be fulfilled by literal translation. These are the ones that have been tried to be fulfilled through interpretation".

I have highlighted his translation of the Quran in detail in my paper "A special study of the translation of the Quran by Maulana Syed Abul Aala Maududi". And the features of his translation are described in the article. Which will certainly be useful for students of Quran translations and those, Who are interested in Quran translations.

Keywords: **Academic, Holy Qur'an, Islamic Scholar, Leader, Political Services, Translation, Tafseer tafheem al-Qur'an.**

تعارف:

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی، 1321ھ بمطابق 1903ء کو اورنگ آباد دکن میں ایک مذہبی ہاشمی خاندان میں تولد ہوئے۔ان کا خاندان ابتداء میں ہرات کے قریب چشت کے مقام پر آکر آباد ہوا۔اس خاندان کے ایک مشہور بزرگ خواجہ قطب الدین مودود چشتی تھے جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے شیخ الشیوخ تھے۔سید مودودی کا خاندان خواجہ مودود چشتی کے نام سے منسوب ہو کر

مودودی کہلایا ہے۔[1] انہوں نے 1906تا 1913ء ابتدائی تعلیم کے مراحل سے گزرے۔[2] انہوں نے 1914ء میں مولوی کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے لیکن یہ وہ دور تھا جب سید صاحب کے والدِ محترم کی مالی مشکلات بہت بڑھ گئیں تھیں۔ وکالت سے اجتناب اور دینداری میں شدید انہماک کے باعث گھر کے مالی حالات میں وہ اور تنگ آباد چھوڑ کر حیدر آباد تشریف لے گئے اور سید صاحب کو مولوی عالم کی جماعت میں داخل کرا دیا۔ اس زمانے میں دار العلوم کے صدر مولانا حمید الدین فراہی تھے جو مولانا امین احسن اصلاحی کے بھی استاد تھے۔ سید صاحب کے والد انہیں دار العلوم میں داخل کرا کے خود بھوپال تشریف لے گئے اور سید صاحب دار العلوم میں زیرِ تعلیم رہے لیکن تعلیم کا یہ سلسلہ چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا، ایک روز بھوپال سے اطلاع آئی کہ سید صاحب کے والد محترم پر فالج کا سخت حملہ ہو گیا ہے۔[3] 1918ء میں صرف پندرہ سال کی عمر میں صحافت کا آغاز "اخبار مدینہ" سے کیا۔ 1920ء میں مولانا مودودی کے والد کا انتقال ہو گیا۔ 1925ء میں "الجمعیۃ" دہلی کی ادارت سنبھال لی جو چار سال تک جاری رہی۔ 1932ء میں حیدر آباد دکن سے ماہنامہ "ترجمان القرآن" کا اجرا کیا۔ 26 اگست 1941ء کو لاہور میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ 11 مئی 1953ء کو فوجی عدالت نے مولانا مودودیؒ کو سزائے موت سنا دی۔ 1963ء میں لاہور میں مولانا سید مودودیؒ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ 1973ء میں 31 سال تک تحریک کی رہنمائی کرنے کے بعد مسلسل علالت کی وجہ سے جماعت اسلامی کی امارت سے معذرت کر لی۔ 1979ء

---

[1] https://jamaat.org/founder

[2] مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی......ایک تعارف، روزنامہ پاکستان، 23 ستمبر، 2022ء

[3] https://jamaat.org/founder

میں علاج کی غرض سے مولانا مودودیؒ امریکہ گئے۔ 22 ستمبر 1979ء کو بفیلو ہسپتال امریکہ میں انتقال فرما گئے۔[4]

سید مودودی کا شمار بیسویں صدی کی نابغہ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔ انہوں نے علمی، دینی ،ملی، اور سیاسی خدمات میں بڑا نام پیدا کیا۔ پاکستان کی ایک بڑی مذہبی وسیاسی تنظیم "جماعت اسلامی کے بانی ور ہنما تھے۔ ان کی سیاسی ومذہبی خدمات کی بدولت ان کا اپنا ایک وسیع حلقہ بن چکا ہے۔ ان کا سب سے اہم اور بڑا کارنامہ "تفسیر تفہیم القرآن (مکمل چھ جلدیں)" ہیں۔ اس تفسیر کا شمار اہم اردو تفاسیر میں ہوتا ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کا منفرد اسلوب میں ترجمہ کیا ہے جس کو "آزاد ترجمانی" کا نام دیا گیا ہے، یہ ترجمہ، تفسیر تفہیم القرآن کا حصہ ہے۔

مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودی کا ترجمہ قرآن:

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اردو ترجمہ قرآن کے متعلق لکھتے ہیں "اردو میں شاہ عبد القادر صاحبؒ، شاہ رفیع الدین صاحبؒ، مولانا محمود الحسن صاحبؒ، مولانا اشرف علی صاحبؒ اور حافظ فتح محمد جالندھریؒ کے تراجم اُن اغراض کو بخوبی پورا کردیتے ہیں جن کے لیے ایک لفظی ترجمہ درکار ہوتا ہے۔ لیکن کچھ ضرورتیں ایسی ہیں جو لفظی ترجمہ سے پوری نہیں ہوتیں اور نہیں ہو سکتیں۔ انہی کو میں نے ترجمانی کے ذریعے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔"[5]

ترجمۂ قرآن کا اسلوب جس کو مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے متعارف کرایا وہ" آزاد ترجمانی" ہے۔ سید مودودی کے بقول "میں نے اس میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر

---

[4] مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودی......ایک تعارف، روزنامہ پاکستان، 23 ستمبر، 2022ء

[5] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، جلد اول، (لاہور، ترجمان القرآن، جولائی 1991ء، ص:6-7

میرے دل پر ہوتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کردوں اسلوب بیاں میں ترجمہ پن نہ ہو، عربی مبین کی ترجمانی اردوئے مبین میں ہو، تقریر کا ربط فطری طریقے سے تحریر کی زبان میں ظاہر ہو اور کلامِ الٰہی کا مطلب و مدعا صاف واضح ہونے کے ساتھ اس کا شاہانہ وقار اور زورِ بیان بھی جہاں تک بس چلے ترجمانی میں منعکس ہو جائے۔"[6]

بعض مترجمین نے آزاد ترجمانی کی مخالفت کی ہے۔پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری آزاد ترجمانی کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں "آزاد ترجمانی کرنے والے علماء نے قرآن کے انداز کو تقریری سمجھتے ہوئے اس کے معنی و مفہوم کو مربوط انداز میں بیان کرنے کے لیے ضروری سمجھا کہ اس کے ترجمے کو تحریری اسلوب میں بدلا جائے تاکہ قاری جب ترجمہ پڑھے تو وہ تقریری انداز کے غیر مربوط پہلو سے مبرّا ہو۔"[7]

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مقام پر ڈاکٹر قادری لاشعوری یا شعوری طور پر فاضل بریلویؒ کے ترجمے کی فوقیت مولانا سید مودودی کے ترجمے پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ بالفرض یہ تصور کر بھی لیا جائے کہ اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا ترجمہ حرفِ آخر ہے تو پھر خود پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو قرآنِ کریم کا ترجمہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔؟

ہمارا نکتہ نظر تراجم قرآن کے متعلق یہ ہے کہ کوئی ترجمہ قرآن حرف آخر نہیں ۔ سید مودودی لکھتے ہیں "یہ میری کوشش ہے۔اب اس امر کا فیصلہ عام ناظرین ہی کر سکتے ہیں کہ میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ بہر حال یہ حرفِ آخر نہیں ہے۔"[8]

[6] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، جلد اول، (لاہور، ترجمان القرآن، جولائی 1991ء، ص:10-11
[7] محمد طاہرالقادری، ڈاکٹر، کنزالایمان کی فنی حیثیت، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، اپریل 1997ء، ص:14
[8] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، جلد اول، (لاہور، ترجمان القرآن، جولائی 1991ء، ص:6

اسی طرح کوئی ترجمہ غلط بھی نہیں، کسی نے کسی آیت کا اچھا ترجمہ کیا ہے اور کسی نے اسی آیت کا ترجمہ اس ترجمہ سے زیادہ اچھا کیا ہے۔ کسی نے ترجمہ تو درست کیا ہے لیکن اس نے سیاق و سباق کو مدِ نظر نہیں رکھا جس کی وجہ سے ترجمہ غیر صحیح لگنے لگا ہے۔

سید مودودیؒ کے ترجمہ قرآن کے محاسن:

سید مودودیؒ کا ترجمہ اردو ادب میں ایک مقام رکھتا ہے۔ اگر ہم غیر جانب دار ہو کر مودودی صاحب کے ترجمہ قرآن کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ انہوں نے بعض آیتوں کا ترجمہ بہت اچھا کیا ہے۔اب ہم ان کے ترجمہ قرآن سے چند مثالیں پیش کریں گے تا کہ ان کے ترجمہ قرآن کے محاسن سے آگہی ہو سکے۔

مثال نمبر:1

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ[9] مولانا مودودیؒ آیتِ مذکورہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں: "تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ جو تمام کائنات کا رب ہے۔"(سید مودودیؒ)مولانا مودودیؒ نے "رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کا ترجمہ کیا ہے "تمام کائنات کا رب"، کائنات کا لفظ خوبصورت اور سریلا سا لگتا ہے۔ لفظ کائنات کا مادہ، کان ہے اس کا معنی وجود میں آنا، جو چیز وجود میں آ گئی وہ کائنات ہے۔ مولانا احسن اصلاحی نے بھی "رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کا ترجمہ کیا ہے "تمام کائنات کا رب" کیا ہے۔ان کا ترجمہ بھی ملاحظہ کیجیے:

"شکر کا سزا وار حقیقی اللہ ہے کائنات کا رب"(مولانا اصلاحیؒ)

[9] سورۃ الفاتحہ(1)آیت نمبر:1

مولانا مودودیؒ آیتِ مذکورہ کے تحت لکھتے ہیں "رب کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔(1) مالک و آقا (2) مربّی، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا (3) فرمانروا، حاکم، مدبّر اور منتظم، اللہ تعالیٰ ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے۔"[10]

ہم طالبانِ قرآن کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرانا چاہیے گے کہ بعض افراد ٹیلی ویژن پر آکر ایک اصطلاح "مولائے کائنات" سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مولا علی کہنے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو "مولائے کائنات" کہنا درست نہیں لگتا۔ اس بات کو ہم قرآن مجید کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک مقام پر ارشاد ہوا:

قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۔الخ۔[11]

آیت مذکورہ میں "رَبَّيَانِيْ" والدین کے لیے آیا ہے۔

یعنی اللہ حقیقی طور پر پوری کائنات کو پالنے والا ہے اور والدین ہمیں پالنے والے۔ سورہ یوسف میں عزیز مصر کے لیے بھی رب کی اصطلاح آئی ہے۔ معلوم ہوا مجازی طور پر "رب" کا لفظ والدین اور بادشاہ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اللہ کے سوا کسی کو "رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح اللہ کے سوا کسی کو سب سے بڑا رب بھی کہنا منع ہے۔ فرعون نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا:

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔[12] "پھر کہا اس (فرعون) نے میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔"

یعنی خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ ہر مؤمن مجازی طور پر دوسرے مؤمن کا مولا ہے لیکن حقیقی طور پر مولائے کائنات صرف اللہ ربِ کائنات ہے۔

---

[10] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، جلد اول، (لاہور، ترجمان القرآن، جولائی 1991ء)، ص: 44

[11] سورۃ الاسراء (17)، آیت نمبر: 24

[12] سورۃ النازیات (79) آیت نمبر: 24

مثال نمبر:2

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔الخ۔[13]

مولانا مودودی آیت مذکورہ کا ترجمہ کرتے ہیں:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔"(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی)

قرآن مجید کے اردو تراجم میں "اُولِی الْاَمرِ" دو طرح کے ترجمے کیے ہیں۔ قسم اول کے تراجم میں اولوالامر کا ترجمہ اہل حکومت/صاحب حکومت سے کیا گیا ہے، جب کہ قسم دوم کے تراجم میں اولوالامر کا ترجمہ مبہم رکھا گیا ہے۔

☆قسم اول کے چند اردو ترجمے ملاحظہ کیجیے:

"اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔"(شیخ الہند محمود حسن دیوبندی)

"اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔"(اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلی)

"اے جو ایمان کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور حکومت والوں کا تم میں سے۔"(سید محمد جیلانی کچھو چھوی)

"اے ایمان والو تم اللہ کا کہا مانو اور رسول کا کہا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں۔"(حکیم الامت ،اشرف علی تھانوی)

[13] سورۃ النساء(4)،آیت نمبر:59

"مؤمنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ،ان کی بھی۔"(مولانا فتح محمد جالندھری)

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذیشان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔"(پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ)

☆قسم دوم کے چند اردو ترجمے ملاحظہ کیجیے:

"اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں۔"(شاہ عبد القادر دہلوی)

"اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں سے امر والے ہوں۔"(سید احمد سعید شاہ کاظمی)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اصحاب امر کی (حافظ صلاح الدین یوسف)

"اے ایمان والو (یہ خدا کی بادشاہی ہے اس میں) اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی بھی جو تم میں ذمہ دار بنائے جائیں۔"(علامہ جاوید احمد غامدی)

حکم کرنے والا کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ مودودی صاحب نے اولوالامر کا ترجمہ "صاحب امر" کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ حکم کرنے والا کوئی بھی ہو سکتا ہے۔انہوں نے اولوالامر کا ترجمہ حاکم نہ کر کے یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ "حاکم" اللہ رب العٰلمین کے نافرمان بھی ہو سکتے ہیں اور دوسروں کی اطاعت کرنے والے بھی لیکن ہمیں ان کی اطاعت کرنی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گزار ہیں۔

مثال نمبر:3

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ۔الخ۔[14]

آیت مذکورہ میں "الْاُمِّيَّ" کی اصطلاح توجّہ طلب ہے۔بعض مترجمین کو "الْاُمِّيَّ" کا معنٰی و مفہوم سمجھنے میں مغالطہ ہوا ہے۔جس کے سبب آیت مذکورہ کا درست ترجمہ ہونے سے رہ گیا ہے۔مثال کے لیے شاہ رفیع الدین دہلوی کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

"وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی ہے ان پڑھا۔"(شاہ رفیع الدین دہلوی)

شاہ رفیع الدین دہلوی نے "امی" کے معنٰی "ان پڑھا" کیا ہے۔جو کہ غیر صحیح اور توہین آمیز معلوم ہوتا ہے۔ان کے برعکس مودودی صاحب نے "امی" کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ امی ہی رہنے دیا۔مودودی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

"(پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر نبی اُمی کی پیروی اختیار کریں۔"سید مودودیؒ نے "امی" کا ترجمہ کیوں نہیں کیا؟اس کی کئی وجوہات ہیں جس کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

اول یہ کہ خاندان بنو اسمٰعیل کا لقب "امی" تھا۔دوم یہ کہ شہر مکہ کا ایک نام "امّ القرٰی" ہے، اس لیے شہر مکہ کا ہر شہری مکی و امی کہلایا۔ کتب سماویہ میں آخری نبی کی نشانی یہ ہی بیان کی گئی ہے کہ وہ اُمی (مکی) نبی ہوگا۔بعض علماء مفسرین اور سیرت نگاروں نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے۔مولانا امین احسن اصلاحی نے "اُمیین" سے مراد بنی اسمٰعیل کو لیا ہے۔[15]

علامہ تمنا حمادیؒ رقم طراز ہیں "اُمیین، کی طرف تو آپ ﷺ کی پہلی بعثت ہوئی تھی، تیرہ برس مسلسل انہیں میں تبلیغ کرتے رہے انہیں میں سے مؤمنین کی ایک معقول جماعت تیار ہوگئی جس سے بہت بڑی جماعت ہجرت کرکے مدینہ طیبہ آگئی تھی۔مگر خود بھی مدینے میں پہلے سے بنی اسمٰعیل

---

[14] سورۃ الاعراف(7)،آیت:157

[15] اصلاحی،امین احسن،(حواشی خالد مسعود)،ترجمہ و حواشی قرآن حکیم،فاران فاؤنڈیشن،لاہور،جون 2003ء،ص:273

اُمیین، کی بہت بڑی جماعت آباد تھی۔ مدینہ طیبہ کے دو مشہور قبیلے اودو خزرج اُمیین، ہی میں سے تھے یعنی بنی اسمٰعیل تھے۔ اعراب جو مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کی بستیوں میں رہتے تھے، وہ سب اُمیین، ہی تھے۔"[16]

استاذی "ڈاکٹر شکیل اوج رقم طراز ہیں "سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 93 اور سورۃ المدثر کی آیت نمبر: 52-53 کے حوالے سے بتایا گیا کہ اہل مکہ نوشت وخوند سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہیں ناخواندہ سمجھنا قرآن کے خلاف ہے۔"[17]

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے گفتگو کرتے ہوئے، علامہ تمنا حمادیؒ رقم طراز ہیں "حضور ﷺ کو قلم کے زریعے اسی جگہ قرآت کے ساتھ کتابت کی بھی تعلیم فرمائی گئی تھی اور عطائے منصب نبوت کے وقت آنحضرت ﷺ کو پڑھنے اور لکھنے دونوں کی تعلیم فرمائی گئی تھی۔ اُن پانچوں آیتوں میں سے آخری یعنی پانچویں آیت ہے: عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔[18] "اس انسان (کامل) کو ان (تمام باتوں کی جو منصب نبوت ورسالت و تبلیغ ارشاد کے لوازمات میں سے ہیں ان سب باتوں کی) جن کو وہ (کسی اور ذریعے سے) نہیں جان سکتے تھے تعلیم دی۔"

اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہوئی تو یقیناً دوسرے معلموں سے بہتر تعلیم ہوئی۔ اور حضور ﷺ ہر قاری سے بہتر قاری اور ہر کاتب سے بہتر کاتب معجزانہ طور سے دفعتاً ہو گئے۔"[19]

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ حضور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ حضور ﷺ کی جانب "ناخواندہ" کی نسبت کرنا توہین، بداخلاقی اور قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ نیز یہ کہ اُمیین، بنی اسمٰعیل کا لقب ہے اور یہ

---

[16] تمنا حمادی، نبی اُمی قرآن مجید کی روشنی میں، سہ ماہی التفسیر، کراچی، جنوری تا مارچ 2005ء، ص: 54
[17] اوج، ڈاکٹر محمد شکیل، صاحبِ قرآن، (کراچی، مسند سیرت جامعہ کراچی، اپریل 2013ء)، ص: 126
[18] سورۃ العلق (96) آیت نمبر: 5
[19] تمنا حمادی، نبی اُمی قرآن مجید کی روشنی میں، سہ ماہی التفسیر، کراچی، جنوری تا مارچ 2005ء، ص: 68

کہ امّ القریٰ کے رہنے والوں کو "امی" کہتے ہیں، اور یہ خاتم النبیین کی صفت بھی ہے۔ یعنی وہ آخری نبی، امّ القریٰ (مکہ معظمہ) کا رہنے والا ہوگا۔ اس پس منظر میں مودودی صاحب کا "امی" لفظ کو نہ کھولنا ان کی علمی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مثال نمبر: 4

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ الخ۔[20]

مولانا مودودیؒ آیتِ مذکورہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

"اور تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔"

ہمارے ہاں بعض مترجمین نے "وَلِذِي الْقُرْبَىٰ" ترجمہ میں رشتے داروں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی جانب مخصوص کی ہے جو کہ غیر مناسب سا محسوس ہوتا ہے۔ ان مترجمین میں شاہ رفیع الدین دہلویؒ، شیخ محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا سید محمد کچھوچھویؒ، علامہ احمد سعید شاہ کاظمیؒ، حافظ نذر احمد، علامہ جاوید احمد غامدی اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری وغیرہ شامل ہیں۔ مثال کے لیے پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

---

[20] سورۃ الانفال (8)، آیت نمبر: 41

"اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے پایا ہو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور (رسول کے) قرابت داروں کے لیے (ہے) اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے۔" جب کہ مولانا مودودی نے "وَلِذِي الْقُرْبَىٰ" کے ترجمہ میں رشتے داروں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی جانب مخصوص نہیں کی جو کہ قرآنی مفہوم کے عین مطابق ہے۔اس طرح کا ترجمہ کرنے والوں میں سید مودودیؒ کے علاوہ شاہ عبد القادر دہلویؒ، سر سید احمد خانؒ، مولانا احمد رضا خان بریلویؒ، محمد علی لاہوری، مولانا امین احسن اصلاحیؒ، فتح محمد جالندھریؒ، غلام احمد پرویزؒ، محمد جونا گڑھیؒ، پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اور ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰؒ، وغیرہ شامل ہیں۔

مثال نمبر:5

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا۔[21]

مولانا سید مودودیؒ آیتِ مذکورہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

"اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولیِ مرشد نہیں پا سکتے۔" (سید مودودیؒ)

ہم نے آیت مذکورہ سے لفظ "مُّرْشِدًا" کا انتخاب کیا ہے تا کہ مولانا مودودی کے ترجمہ کو دیگر ترجموں پر فوقیت دے سکیں۔ مرشد کا لفظ اردو زبان میں بھی مستعمل ہے۔ یہی سید مودودیؒ کے ترجمہ کی خوبی ہے کہ انہوں نے اس قرآنی لفظ کو کھولا نہیں، اس کا ترجمہ نہیں کیا جو اردو زبان میں مستعمل ہے ان میں سے ایک لفظ مرشد بھی ہے۔ مرشد کا مادہ رشد ہے جس کے معنیٰ ھدایت کے ہیں جب کہ ھُدَیٰ، رشد کا ہم معنیٰ لفظ ہے۔ مولانا عبد الرشید نعمانی لکھتے "رُشدُ ِ: ہدایت، صلاحیت، راہ یابی، بھلائی، راستی، ہوشیاری، حسنِ تدبیز، رَشَدَ یَرشُدُ کا مصدر ہے۔"[22]

---

[21] سورۃ الکھف (18)، آیت نمبر: 17

[22] نعمانی، عبد الرشید، لغات القرآن جلد سوم، (کراچی، دار الشاعت، 1994ء) ص: 3 8

جس کو ہدایت ملتی ہے اسے راشد کہتے ہیں،اصحابِ رسول ﷺ کی حکومت کو "خلافتِ راشدہ کہاجاتاہے۔اصحابِ رسول ﷺ کے متعلق ارشاد ہوا: أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ -[23]"یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

مولاناعبدالرشید نعمانی لکھتے"مرشد۔سیدھاراستہ دکھانے والا۔"[24]

علامہ غلام احمد پرویزؒ نے لکھاہے کہ "رشید کے معنی ہیں صحیح راستہ بتانے والا،یہی معنی مرشد کے بھی ہوتے ہیں۔"[25]

ہمارے دیگر اردو مترجمین میں سے بعض نے "مُّرْشِدًا" کا ترجمہ کیاہے:

"اور جس کو گمراہ کرے پس ہر گز نہ پاویگا تو واسطے اس کے دوست راہ بتانیوالا۔"(شاہ رفیع الدین دہلویؒ)

"اور جس کو وہ بچلاوے پھر تو نہ پاوے اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا۔"(شاہ عبدالقادر دہلویؒ)

"اور جس کو بچلائے پھر تو نہ پائے اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا۔"(شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ)

"اور جسے گمراہ کرے توہر گز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔"(امام احمد رضاخان بریلویؒ)

"اور جس کو بے راہ رکھے تو نہ پاؤ گے اس کا کوئی مدد گار رہنما۔"(سید محمد جیلانی کچھو چھویؒ)

"اور جس کو وہ بے راہ کر دیں توآپ اس کے لیے کوئی مدد گار راہ بتانے والا نہ پاوینگے۔"(مولانااشرف علی تھانویؒ)

---

[23] سورۃ الحجرات(49)،آیت نمبر:7

[24] نعمانی،عبدالرشید،لغات القرآن جلد پنجم،(کراچی،دارالشاعت،1994ء)،ص:385

[25] علامہ پرویز،تبویب القرآن،(لاہور،ایڈیشن ششم،2015ء)،ص:619

"اور جسے گمراہ کرے تو ہر گز اس کے لیے کوئی مددگار ہدایت کرنے والا تو نہ پائے گا۔"(علامہ احمد سعید شاہ کاظمیؒ)

"اور جسے گمراہ کرے تو تم اس کے لیے کوئی دوست راہ بتانے والا نہ پاؤ گے۔"(فتح محمد جالندھری)

"جس کو وہ گمراہ کردے تو تم اس کے لیے کوئی دستگیری کرنے والا اور راہ نمائی کرنے والا نہیں پا سکتے۔"(مولانا امین احسن اصلاحی)

" جسے یہ راہ نمائی نصیب نہ ہو اس کا نہ کوئی رفیق ہو سکتا ہے نہ راستہ بتانے والا۔"(علامہ غلام احمد پرویزؒ)

"اور جسے وہ گمراہ کردے تو تُو نہیں پائے گا اس کے لیے کوئی مددگار (اور) رہنما۔"(جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ)

"جس پر گم کردے (بہکاوے) تو تم کسی کو اس کا کارساز، اس کا راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔"(ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰؒ)

"اور جسے وہ گمراہ کردے تو ہر گز نہیں آپ پائیں گے اس کے لیے کوئی دوست رہنمائی کرنے والا۔"(حافظ صلاح الدین یوسف)

"اور جس کو اللہ (اپنے قانون کے مطابق) گمراہی میں ڈال دے تو اس کے لیے تم کوئی مددگار راہ بتانے والا نہ پاؤ گے۔"(علامہ جاوید احمد غامدی)

"اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے تو آپ اس کے لیے کوئی ولی مرشد (یعنی راہ دکھانے والا مددگار) نہیں پائیں گے۔"(ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

پیش کیے گئے تراجم میں صرف ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے مرشد کا ترجمہ مرشد کیا ہے۔ اور ڈاکٹر قادری سے قبل یہ اعزاز مولانا سید مودودیؒ کو حاصل رہا۔

مثال نمبر:6

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔[26]

ہم نے آیت مذکورہ سے لفظ "اَثَامًا" کا انتخاب کیا ہے تاکہ مولانا مودودیؒ کے ترجمہ کو دیگر تراجم پر فوقیت دی جاسکے۔امام راغب اصفہانی رقم طراز ہیں" اثم ، للافعالِ المبطءة عن ثواب، وجمعه آثام ، ولتضمنه المعنى البط ء۔"[27]

یعنی "اثم ان افعال کو کہتے ہیں جو ثواب (اچھا نتیجہ) سے پیچھے رکھیں۔اس کی جمع آثام آتی ہے اور اس کے معنی میں تاخیر کا مفہوم نکلتا ہے۔"

قرآن مجید نے خمر اور میسر کے تعلق سے فرمایا ہے: قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔[28] "آپ فرما دیجیے،ان میں نقصان بہت ہی بڑا ہے اور نفع کم ہے لوگوں کے لیے۔ مگر ان کے برے نتائج زیادہ ہیں فائدوں سے۔"

جنت کے مشروب کے بارے میں فرمایا گیا: يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۔[29]

"وہاں ایک دوسرے سے جام شراب کا تبادلہ کریں گے جس کی تاثیر نہ لغویات پر مشتمل ہوگی اور نہ ہی کسی کمزوری پر۔"اثم کے معنی "گناہ کی سزا" کے بھی آئے ہیں۔[30]

علامہ پرویزؒ لفظ "اَثَمَ "کا معنیٰ بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں"اس کے بنیادی معنیٰ ہیں ایسے کام جن سے انسان کے قوائے عملیہ مضمحل ہو جائیں۔جن سے انسان میں افسردگی اور اضمحلال پیدا ہو جائے۔جن کی وجہ سے انسان دوسرے سے پیچھے رہ جائے جن سے انسانی ذات کی نشو نما رُک جائے

[26] سورۃ الفرقان(25)،آیت:68

[27] الاصفہانی،العلامۃ الراغب،مفردات الفاظ القرآن،(کراتشی،دار نشر العربیۃ،2013م)،ص17

[28] سورہ البقرہ(2)،آیت نمبر:219

[29] سورہ الطور(52)،آیت نمبر:23

[30] وحید الزماں قاسمی،القاموس الوحید،(کراچی،دار الاشاعت،جون 2001ء)،ص110

یا اس میں تاخیر واقع ہو جائے اس کے بعد یہ لفظ عام خطا قصور یا جرم کے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا۔"[31]

علامہ پرویز آیت مذکورہ کا مفہوم اس طرح پیش کرتے ہیں "نہ ہی یہ لوگ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اس لیے کہ جو قوم عفت کی حفاظت نہیں کرتی، اس کے قوائے عملیہ مضمحل ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی کی دوڑ میں ہمیشہ پیچھے رہ جاتی ہے (یہی کیفیت افراد کی ہوتی ہے)۔[32]

بعض مترجمین نے ان معنی و مفہوم سے ہٹ کر ترجمہ کیا ہے۔ ان اردو مترجمین کے تراجم ملاحظہ کیجئے:

"اور جو کوئی کرے یہ کام وہ بھڑے گناہ سے۔" (شاہ عبدالقادر دہلویؒ)

"اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں۔" (شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ)

اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہو گا۔" (مولانا فتح محمد جالندھریؒ)

ڈاکٹر محمد شکیل اوج رقم طراز ہیں "ہمارے ترجموں اور تفسیروں میں "اثاما" سے مراد نتیجہ گناہ کو لیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں اس مفہوم کے سوا کسی اور مفہوم کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ آپ ان الفاظ کا کوئی اور مترادف بنا لیں، بہر حال اس سے نفس معنیٰ پر کوئی فرق پڑے گا۔[33]

ان اردو مترجمین کے تراجم بھی ملاحظہ کیجئے:

"جو کوئی کرے یہ کام ملے گا بڑے وبال سے۔" (شاہ رفیع الدین دہلوی)

"اور جو یہ کام کرے گا سزا پائے گا۔" (امام احمد رضا خان بریلویؒ)

[31] پرویز، تبویب القرآن، (لاہور، طلوع اسلام ٹرسٹ، ایڈیشن ششم، 2015ء)، ص: 99-100

[32] پرویز، مفہوم القرآن، (لاہور، طلوع اسلام ٹرسٹ، ایڈیشن چہاردہم، اگست 2017ء) ص: 819

[33] اوج، ڈاکٹر محمد شکیل، تعبیرات، (کراچی، کلیہ معارفِ اسلامیہ جامعہ کراچی، طبع اول، جون 2013ء) ص: 276

"جو ایسا کرے گا وہ سزا بھگتے گا۔"(سید محمد جیلانی کچھو چھویؒ)

"اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا۔"(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

"اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔"(محمد جونا گڑھی)

"اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے کیے کی سزا پائے گا۔"(مولانا احمد سعید شاہ کاظمیؒ)

"وہ اپنے گناہوں کے انجام سے دوچار ہو گا۔"(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

"وہ اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتے گا۔"(ڈپٹی نذیر احمد)

"اور جو کوئی یہ برے کام کرے گا وہ اپنے گناہوں کے وبال سے دوچار ہو گا(اس کا بدلہ پائے گا)۔"(ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰؒ)

"یہ گناجو شخص بھی کرے گا ان کا نتیجہ بھگتے گا۔"(علامہ جاوید احمد غامدی)

"اور جو کوئی یہ (کام) وہ ملے گا گناہ (کی سزا) کو۔"(حافظ صلاح الدین یوسف)

مولانا سید مودودیؒ بھی ان مترجمین میں شامل ہیں جنھوں نے "اثاما" کا ترجمہ اس کے معنی و مفہوم کے مطابق کیا ہے۔ سید مودودیؒ

آیتِ مذکورہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

"یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا۔"(سید مودودیؒ)

مثال نمبر:7

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: لِّلۡمُخَلَّفِينَ مِنَ الۡأَعۡرَابِ سَتُدۡعَوۡنَ إِلَىٰ قَوۡمٍ أُوْلِي بَأۡسٍ شَدِيدٍ تُقَٰتِلُونَهُمۡ أَوۡ يُسۡلِمُونَ۔[34]

[34] سورۃ الفتح(48)آیت نمبر:16

آیت مذکور میں "أَوْ يُسْلِمُونَ "کا ترجمہ غور طلب ہے۔مولانا سید مودودیؒ آیتِ مذکورہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

"ان پیچھے چھوڑ جانے والے بدوی عربوں سے کہنا کہ عنقریب تمہیں ایسے لوگوں سے لڑنے کے لیے بُلایا جائے گا جو بڑے زور آور ہیں۔تم کو ان سے جنگ کرنی ہوگی یا وہ مطیع ہو جائیں گے۔"(مولانا سید مودودیؒ)

سید مودودیؒ آیتِ مذکورہ کے تحت لکھتے ہیں"اصل الفاظ ہیں"أَوْ يُسْلِمُونَ "اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں اور دونوں ہی مراد ہیں۔ایک یہ کہ وہ اسلام قبول کر لیں،دوسرے یہ کہ وہ اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر لیں۔"[35]

مولانا سید مودودیؒ نے آیت مذکورہ میں دوسرے معنی لیے ہیں اور ہم نے بھی اسی کو مختار مانا ہے۔اردو ادب میں مولانا مودودیؒ سے قبل یہ معنیٰ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہاں ملتے ہیں۔یہ تھانوی صاحب کا تفرد ہے اس سے قبل اردو میں آیت مذکورہ کے تحت" أَوْ يُسْلِمُونَ "کا ترجمہ "مطیع(اسلام) "ہماری معلومات کے مطابق کسی نے نہیں کیے۔مولانا تھانویؒ کا بھی ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

"آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے(یہ بھی کہہ)دیجیے)کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں(سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤگے جو سخت لڑنے والے ہوں گے کہ یا توان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع(اسلام)ہو جائیں۔"(تھانوی صاحبؒ)

---

[35] مودودی،سید ابوالاعلیٰ،تفہیم القرآن،جلد پنجم،(لاہور،ادارہ ترجمان القرآن،دسمبر 1997ء)ص:53-54

تھانوی صاحب کے بعد مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودی نے ترجمہ کیا ہے پھر علامہ غلام احمد پرویز کا مفہوم القرآن شائع ہوااور پھر اس کے بعد پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے ترجمہ کیا جو یقیناً مودودی صاحب کی اتباع میں ترجمے کیے گئے ہیں،ان کے تراجم بھی ملاحظہ کر لیں:

"ان پیچھے رہ جانے والے اعراب سے کہو، کہ تمہارے خلوص کا امتحان اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ تمہیں کسی ایسی قوم کے خلاف جنگ کرنے کے لیے بھیجا جائے جو بڑی طاقت ور اور جنگجو ہو۔ اور تم سے کہا جائے کہ تم ان سے جنگ مسلسل جاری رکھو تاآنکہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں۔"(علامہ غلام احمد پرویزؒ)

"عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایسی قوم سے جہاد کی جو بڑی سخت جنگجو ہے تم ان سے سخت لڑائی کروگے یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔"(جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ)

لیکن ان کے علاوہ ہمارے ہاں اکثر مترجمین نے اس کا اصطلاحی ترجمہ کیا ہے مثال کے طور پر مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے: "عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔"(مولانا احمد رضا خانؒ)

آیت مذکورہ کے تحت سے "يُسْلِمُوْن" کا ترجمہ "وہ مسلمان ہو جائیں" یا "وہ اسلام لے آئیں" اصطلاحی ترجمے ہیں جو سیاق و سباق کے مطابق مناسب معلوم نہیں ہوتے۔استاذی پروفیسر ڈاکٹر حافظ شکیل اوجؒ نے لکھا ہے کہ "يُسْلِمُوْن" کا ترجمہ بالمعوم اسلام لانے یا مسلمان ہونے سے کیا گیا ہے اس لیے مسلمانوں میں اسی تصور کا پیدا ہونا بھی یقینی امر ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اردو میں کیے گئے بعض تراجم نے "يُسْلِمُوْن" کا مطلب مسلمان ہونا یا اسلام قبول کرنا نہیں لیا بلکہ "يُسْلِمُوْن" کا لغوی مفہوم سامنے رکھ کر مقصود قرآنی کو سمجھا ہے۔"[36]

مثال نمبر:8

[36] اوج، محمد شکیل، ڈاکٹر، سہ ماہی التفسیر، کراچی، (جلد اول شمارہ اول)، جنوری 2005ء، ص:12

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا۔[37]

مولانا سید مودودیؒ آیتِ مذکورہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں: "مگر انہوں نے اُس کی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اُونٹنی کو مار ڈالا۔"

قران مجید میں ایک دوسرے مقام پر آیا ہے کہ:

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔[38]

"پھر انہوں نے اس اُونٹنی کو مار ڈالا اور پورے تمرّد کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کر گزرے اور صالح سے کہہ دیا کہ لے آوہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر تو واقعی پیغمبروں میں سے ہے۔"(سید مودودیؒ)

مذکورہ آیات میں "عقر" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مولانا عبد الرشید نعمانی لکھتے ہیں "نحر عام طور پر عُقُر کے بعد ہی ہوا کرتا ہے اس لیے اس سے نحر کرنا بھی مراد لیتے ہیں۔"[39]

اس لیے مولانا سید مودودیؒ نے مذکورہ آیات میں "عقر" کا ترجمہ "مار ڈالا" کیا ہے۔ مولانا سید مودودیؒ سے قبل اس کی نظیر ہمیں شاہ عبد القادر دہلویؒ کے ہاں بھی ملتی ہے۔ ان کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

"پھر وہ کاٹ ڈالی۔"(شاہ عبد القادر دہلویؒ)

علامہ غلام احمد پرویزؒ آیت مذکورہ کا مفہوم لکھتے ہیں:

[37] سورۃ الشمس(91)، آیت نمبر: 14

[38] سورۃ الاعراف(7)، آیت نمبر: 77

[39] نعمانی، عبد الرشید، لغات القرآن جلد چہارم، (کراچی، دار الشاعت، 1994ء) ص: 337۔ 338

"انھوں نے اس بات کا وعدہ تو کر لیا مگر پھر اپنے قول سے پھر گئے اور اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔"[40]

ہمارے دیگر اردو مترجمین میں سے بعض نے "فَعَقَرُوْهَا" کا ترجمہ کیا ہے۔:

"پس جھٹلایا اس کو پس پاؤں کاٹے اس کے۔" (شاہ رفیع الدین دہلویؒ)

"پھر پاؤں بھی کاٹ ڈالے اس کے۔ (مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ)

"پھر ناقہ کی کوچین کاٹ دیں۔ (امام احمد رضا خان بریلویؒ)

"تو انہوں نے اس (رسول) کو جھٹلایا پھر اس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ دیں۔" علامہ احمد سعید شاہ کاظمیؒ)

"اور اونٹنی کی کوچین کاٹ دیں۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

"اور اونٹنی کی کوچین کاٹ دیں۔ (پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ)

استاذی پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوجؒ آیت مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں "مولانا مودودی اور عبد الماجد دریابادی نے اپنے ترجمے میں سادہ مختصر الفاظ میں یہی بات کہنے کی کوشش کی ہے۔ جب کہ دیگر نے کوچیں اور پاؤں کاٹنے کے الفاظ استعمال کیے ہیں گو اس کا نتیجہ بھی اس جانور کی موت ہے مگر ان کے تراجم سے شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اونٹنی شاید لولی لنگڑی شکل میں زندہ رہی ہو۔ مری نہ ہو۔ حالانکہ "عقر" میں اس کے مار دیئے جانے کا مفہوم موجود ہے۔ چناچہ مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرے جس سے مفہوم قرآنی اپنے کامل معنی میں منتقل ہو سکے ۔ چناں چہ مولانا مودودی اور عبد الماجد دریابادی کے تراجم اس لحاظ سے بھرپور معنویت کے حامل ہیں۔"[41]

---

[40] علامہ پرویز، مفہوم القرآن (لاہور، ایڈیشن چہاردہم، 2014ء) ص:1464

[41] اوج، ڈاکٹر محمد شکیل، پروفیسر، قرآن مجید کے منتخب تراجم کا تقابلی جائزہ، (لاہور،) ص:197

مولانا سید مودودیؒ اور عبد الماجد دریابادیؒ کے تراجم کے بعد ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰؒ نے بھی ترجمہ کیا ان کا ترجمہ بھی ملاحظہ کیجیے:

"مگر انہوں نے پیغمبر کی تکذیب کی (انہیں جھوٹا قرار دیا) اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا (اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں)۔" (ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰؒ) ملک صاحب نے ترجمہ میں قوسین کا استعمال کر کے کوچیں کاٹنے کی بات کی گئی ہے۔

نوٹ: آنے والے وقتوں قرآن مجید کے مزید اسرار ورموز آشکار ہوں، نئی مباحث کے دریچے کھلیں اس سے قبل ہم اس بات کا اظہار بھی کرنا چاہیں گے کہ قرآن مجید تمثیل میں بھی بات کرتا ہے جیسے "حبل اللہ" سے مراد اللہ کی رسی (قرآن)، اسی طرح موسیٰ کا عصا اور صالح کی اونٹنی سے مراد بھی ان پر نازل ہونے والے کتاب بھی ہو سکتی ہے۔

مثال نمبر:9

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ۔[42]

آیت مذکورہ کے چند اردو تراجم ملاحظہ کیجیے:

"پھینکتے تھے ان پر پتھریاں کنکر کی۔" (شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ)

"کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے۔" (امام احمد رضا خان بریلویؒ)

پیش کیے گئے تراجم میں "سِجِّيلٍ" کا ترجمہ کنکر کی پتھریاں اور کنکر کے پتھروں وغیرہ سے کیا ہے۔ جب کہ مودودیؒ صاحب نے "سِجِّيلٍ" کا ترجمہ "پکی ہوئی مٹی کے پتھر" کیا ہے۔ سید مودودیؒ کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

"وہ ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔" (سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

---

[42] سورۃ الفیل (105)، آیت نمبر:4

یاد رہے کہ پکی ہوئی مٹی کے پتھر وہ ہوتے ہیں جن کو انسان چکنی مٹی سے بنا کر آگ میں جلا کر تیار کرتا ہے۔ یہ ترجمہ عربوں کے ابراہہ کی فوج پر پتھراؤ کرنے والی روایت کے عین مطابق لگتا ہے۔

خلاصہ:

پیش کی گئیں مثالوں سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کا ترجمہ قرآن ایک معیاری اردو ترجمہ ہے۔ بعض مقامات پر انہیں تفرد بھی حاصل رہا ہے۔ انہوں نے اپنے ترجمہ میں جدید اور آسان الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جو ان کے ترجمہ قرآن کو اس سے قبل کیے گئے دیگر اردو تراجمِ قرآن میں ممتاز کرتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)